السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تفصیل سے واضح کریں کہ سیّدالانبیاء محمد رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا یا نہیں ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سیّدالانبیاء محمد رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم ا  کے برگزیدہ نبی اور انسان تھے ۔ ا  تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلسلہ انسانیت سے پیدا کیا تھا اور انسان ہونے کے اعتبار سے یہ بات عیاں ہے کہ انسان کا سایہ ہوتا ہے ۔
قرآن مجید میں ا  تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ :

''اور جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی اور ناخوشی سے ا  تعالیٰ کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور اُن کے سائے بھی صبح و شام سجدہ کرتے ہیں ۔'' (رعد :۱۵)

ایک اور مقام پر فرمایا :

''کیا اُنہوں نے ا  کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ اُس کے سائے دائیں اور بائیں سے لوٹتے ہیں ۔ یعنی ا  کے آگے ہو کر سربسجود ہوتے ہیں ۔'' (النحل :۴۸)
اِن ہر دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان وزمین میں ا  نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے اُن کا سایہ بھی ہے اور رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم بھی توا  کی مخلوق ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سایہ تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کے متعلق کئی احادیث موجود ہیں جیسا کہ :
سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور بالکل نماز کی حالت میں اپنا ہاتھ اچانک آگے بڑھایا مگر پھر جلد ہی پیچھے ہٹا لیا ہم نے عرض کیا کہ اے ا  کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج آپؐنے خلافِ معمول نماز میں نئے عمل کا اضافہ کیا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا نہیں ۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے سامنے ابھی ابھی جنت پیش کی گئی میں نے اس میں بہترین پھیل دیکھے تو جی میں آیا کہ اِس میں سے کچھ اُچک لوں مگر فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ میں پیچھے ہٹ گیا پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی ۔
(( حَتّٰی رَأَیْتَ ظِلِّي وَظِلِّي وَظِلَّکُمْ )) اِس کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا ۔ دیکھتے ہی میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ ۔ (مستدرک حاکم ۴/۴۵۶)
امام ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک میں فرمایا : ھذا حدیث صحیح یہ حدیث صحیح ہے ۔ اِسی طرح مسند احمد ۶/۱۳۲'۶/۳۳۸ طبقات الکبریٰ ۸/۱۲۷'مجمع الزوائد ۴/۳۲۳ پر ایک حدیث میں مروی ہے کہ سیدّہ زینب رضی اللہ عنہا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں' صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک اُونٹ تھا اور وہ بیمار ہوگیا جب کہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس دو اونٹ تھے ۔ رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک زائد اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو تو اُنہوں نے کہا میں اُس یہودیہ کو کیوں دوں ؟ اِس پر رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے ۔ تقریباً تین ماہ تک زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نہ گئے حتیٰ کہ زینب رضی اللہ عنہا نے مایوس ہوکر اپنا سامان باندھ لیا ۔
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیںکہ :
''اچانک دیکھتی ہوں کہ دوپہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک آرہا ہے ۔''
عقلی طور پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ سایہ مرئیہ فقط اُس جسم کا ہوتا جو ٹھوس اور نگر ہو نیز سورج کی شعاعوں کو روک ہی نہیں سکتا تو اس کا سایہ بلاشبہ نظر نہیں آتا ۔ مثلاً صاف اور شفاف شیشہ اگر دھوپ میں لایا جائے تو اُس اک سایہ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ اِس میں شعاعوں کو روکنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی ۔ بخلاف اِس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر نہایت ٹھوس اور نگر تھا اُس کی ساخت شیشے کی طرح نہیں تھی کہ جس سے سب کچھ ہی گزر جائے ۔ لامحالہ آپؐ کا سایہ تھا ۔ اگر جسم اطہر کا سایہ مبارک نہ تھا تو کیا جب آپؐ لباس پہنتے تو آپؐ کے مبلوسات کا بھی سایہ نہ تھا اگر وہ کپڑے اتنے لطیف تھے کہ اُن کا سایہ نہ تھا تو پھر اِن کے پہننے سے ستر وغیرہ کی حفاظت کیسے ممکن ہوگی ؟
منکرینِ سایہ یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپؐ کا سایہ اِس لیے نہیں تھا کہ اگر کسی کا اپؐ کے سایہ پر قدم آجاتا تو آپؐ کی توہین ہوتی اِس لیے ا  نے آپؐ کا سایہ پیدا ہی نہیں کیا ۔ جہاں تک پہلی بات کا ذکر ہے کہ آپؐ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں' سراسر غلط ہے ۔ نوریوں کا سایہ صحیح حدیث سے ثابت ہے جب سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبدا  رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے تو اُن کے اہل وعیال اُن کے گرد جمع ہو کر رونے لگے تو رسول ا  صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
''کہ جب تک تم انہیں یہاں سے اُٹھا نہیں لیتے اُس وقت سے فرشتے اِس پر اپنے پرّوں کا سایہ کیے رکھیں گے ۔'' (بخاری کتاب الجنائز ۲/۱۵)
اور دوسری بات بھی خلافِ واقع ہے کیونکہ سایہ پاؤں کے نیچے آ ہی نہیں سکتا جب کبھی کوئی شخص سائے پر پاؤں رکھے گا تو سایہ اُس کے پاؤں کے اُوپر ہو جائے گا نہ کہ نیچے ۔ لہٰذا ان عقلی اور نقلی دلائل کہ خلاف یہ بے عقلی کی اور بے سند باتیں حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتیں ۔
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[آپ کے مسائل اور ان کا حل](#)

**ج1**

محدث فتویٰ